

ہوئی۔ سولہ سترہ برس کی عمر میں غالب آگرہ کی سکونت چھوڑ کر مستقل طور پر دہلی میں مقیم ہو گئے۔ وہیں قریباً ساٹھ سال گزار کر ۲۱۔ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ (۱۵۔ فروری ۱۸۶۹ء) کو دہلی پائی تہتر سال اور کچھ دن کم چار ماہ عمر ہوئی۔ نظام الدین میں چونٹھ کھجے (مقبرہ عزیز کو کلتاش) کے پاس نواب الہی بخش خاں معروف کے احاطے میں انھیں دفن کیا گیا۔ اب وہاں سنگ مر کا نہایت خوبصورت مقبرہ بنا دیا گیا ہے۔

غالب نے اردو اور فارسی نظم و نثر میں جو کچھ لکھا، اُسے الگ الگ کتابوں کی شکل میں گنا جائے تو تعداد تیس کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ فارسی نظم و نثر میں وہ ان تمام اساتذہ کے ہمسر نظر آتے ہیں، جن پر اس زبان کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ لیکن پاک و ہند میں ان کی عظمت کا حقیقی مدار اردو کا مختصر سا دیوان اور اس کے بعد اردو مکاتیب ہیں۔

تعلیم: میرزا غالب نے آگرہ کے مشہور معلم خلیفہ محمد معظم سے تعلیم پائی، عربی جیسا کہ وہ کہتے ہیں، شرح مائتہ عامل تک پڑھی۔ فارسی سے طبیعت کو خاص مناسبت بھی تھی اور اس پر توجہ میں بھی کوئی دقیقہ سعی اٹھانہ رکھا۔ ۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء) میں ایک نو مسلم ایرانی فاضل ملا عبد القدیر بہ طریق سیاحت ہندوستان آئے اور دو برس آگرہ اور دہلی میں غالب کے پاس مقیم رہے، ان کی صحبت سے میرزا نے بہت فائدہ اٹھایا۔ تعجب ہے کہ اس اُستاد کا وجود بھی اب تک بعض ارباب علم و فضل میں موضوع بحث بنا ہوا ہے اور اس بارے میں شک و شبہ کی ابتداء غالباً خواجہ حالی مرحوم کے اس بیان سے ہوئی۔

دیکھی کبھی مرزا کی زبان سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ مجھ کو مبداء فیاض کے سوا کسی سے تلمذ نہیں ہے اور عبد القدیر محض ایک فرضی نام ہے۔ چونکہ مجھ کو لوگ بے استاد کہتے تھے، ان کا منہ بند کرنے کو میں نے ایک فرضی اُستاد گھڑ

لیا ہے۔ (”یادگار غالب“ ص ۱۱)

خواجہ حالی نے یقیناً وہی لکھا، جو کچھ سنا۔ ممکن ہے میرزا غالب نے عالم سرخوشی میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس قسم کی بات کہہ دی ہو، لیکن اس میں جس اُستادی کی نفی کی گئی ہے

مراۃ نظام مرزا کے تعلق تعلیم و تلمذ سے مندرجہ بالا کوئی شریعتی حرم سے مراد نہیں